سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک درخشاں پہلو

تحریر:۔ عتیق الرحمن مدرس جامعہ سلفیہ

آج ہمارے معاشرے کے اندر عدالتی کاروائیوں میں سفارش، رشوت اور غیر عادلانہ و غیر منصفانہ فیصلے ایسے ناسور ہیں کہ جو غریب اور کمزور عوام کو گھن اور دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ فریقین اور جج کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے اقوال و افعال کی روشنی میں ہمیں کیا راہنمائی ملتی ہے۔

کوئی بھی آدمی خواہ قاضی ہو یا جج، امیر ہو یا غلام، چوہدری ہو یا نمبردار، جب اسے دو جھگڑالوؤں کے درمیان فیصل مقرر کیا جاتا ہے تو یہ سفارش، رشوت، قرابت اور دھمکیوں کو بالائے طاق رکھ کر انصاف سے فیصلہ کرتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسے شخص کیلئے فرمان ہے کہ وہ قیامت کا دن جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا اللہ کریم ایسے انصاف اور عدل سے فیصلہ کرنے والے قاضی یا جج کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ مرحمت فرمائیں گے۔

سبعة يظلهم الله فی ظله يوم لاظل الا ظله امام عادل

(الحديث) نسائی۲/۲۹۹

لیکن اس کے ساتھ ساتھ قاضی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ

من جعل قاضيا بين الناس فقد ذبح بغير سكين

کہ جو آدمی لوگوں کے درمیان قاضی مقرر کیا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

کیا مطلب؟ کہ عہدہ قضاء جج یا فیصل مقرر ہونا یہ کوئی عام سی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے راستے میں انسان کو قتل، اغوا، دھمکیاں، قرابت، رشوت اور سفارش جیسی رکاوٹیں پیش آتی ہیں اور جو قاضی یا جج ان رکاوٹوں کی آڑ میں آجاتا ہے تو اس کا انجام انتہائی برا ہوتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے جھگڑا لانے والوں کے متعلق بھی فرمایا

انکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحوما اسمع منہ فمن قطعت لہ من حق اخیہ شیئاً فلا یا خذہ فانما اقطع لہ بہ قطعۃ من النار (مسلم ۲/ ۷۴)

بے شک تم میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہو پس ممکن ہے کہ بعض تمہارا بعض سے اپنی دلیل کو پیش کرنے میں زیادہ مہارت رکھتا ہو اور میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ پس جس انسان نے اپنے بھائی کا ناجائز حق حاصل کیا وہ ناجائز حق نہ لے کیوں کہ میں نے اسے آگ کا ٹکڑہ کاٹ کر دیا ہے۔

مقصود یہ ہے کہ بعض آدمی جھوٹے ہوتے ہوئے بھی اپنی زبان کی تیزی، ہوشیاری اور مہارت کی وجہ سے عدالت میں اپنے آپ کو سچا ثابت کروا لیتے ہیں لہذا فیصلہ ان کے حق میں ہو جاتا ہے جب کہ سچا آدمی دوسرا ہوتا ہے۔ تو آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے ایسا کیا سمجھو کہ یہ فیصلہ اس کے حق میں نہیں ہوا بلکہ اسے آگ کا ٹکڑہ پیش کیا گیا ہے۔

آیئے! اب ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں عہدہ قضاء کو کیسے سر انجام دیا ہے اور سفارش اور رشوت وغیرہ کے متعلق آپ کا اسوۃ

کیا ہے؟

عن عائشة رضی اللہ عنہا۔ کانت امراۃ مخزومیہ تستعیر متاعاً و تجحدہ (وفی روایة اخری) ان امراۃ سرقت فاتی بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسعیٰ اھلھا الی اسامة بن زید فکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھا فتلون وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یکلمہ ثم قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشفع الی فی حد من حدود اللہ فقال اسامة استغفرلی یارسول اللہ۔ ثم قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاثنی علی اللہ عزوجل بما ھوا ھلہ ثم قال اما بعد فانما اھلک الناس قبلکم انھم کانوا اذا سرق الشریف فیھم ترکوہ واذا سرق الضعیف فیھم اقاموا علیہ الحد۔ والذی نفس محمد بیدہ لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدھا ثم قطع تلک المراۃ۔ (نسائی ۲/۲۵۳-۲۵۲)

ایک عورت جس کا تعلق بنو مخزوم سے تھا اس نے چوری کی (چونکہ یہ ایک بڑے قبیلہ کی عورت تھی) اس لئے بنو مخزوم کے لوگ جو اس عورت کے رشتہ دار تھے۔ اسامہ بن زید کے پاس آئے تاکہ وہ حضور ﷺ کے پاس جائے اور اس عورت کی سفارش کرے ان کا خیال تھا کہ جناب حضرت محمد مصطفی ﷺ حضرت اسامہؓ کی سفارش پر اس مخزومیہ کو معاف کردیں گے۔ چنانچہ جب سفارش کیلئے اسامہ بن زیدؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سخت جلال میں آئے۔ اور کہا اے اسامہؓ کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو۔ تب اسامہؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ

کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل کے لوگ محض اس لئے ہلاک ہو گئے۔ کہ ان میں جب کوئی بڑا اور صاحب ثروت شخص کسی قابل حد جرم کا ارتکاب کرتا تو وہ اس سے در گزر کرتے لیکن کسی مفلس نادار اور بے سہارا شخص سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جاتا تو اس پر حد جاری کر دیتے کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی قائم کردہ حدود میں سے ایک حد کو تمہارے لئے توڑ دیا جائے۔

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں "میں" محمد ﷺ کی جان ہے۔ (مخزومیہ کی عورت تو ایک طرف رہی) اگر فاطمہؓ بنت محمد ﷺ سے بھی چوری ہو جاتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری فرمایا پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تو اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نہ کسی سفارش کو مد نظر رکھا ہے اور نہ ہی قرابت کو۔ اور نہ ہی آپ نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ فلاں سردار کی لڑکی ہے۔ بلکہ آپ نے کسی چیز کو بھی مد نظر نہیں رکھا۔ سچا اور حق فیصلہ آپ نے لوگوں کو سنا دیا۔ اور

لوکانت فاطمۃؓ بنت محمدؐ سرقت لقطعت یدھا

کا جملہ کہہ کر دنیا کے قاضیوں اور ججوں کو متنبہ کیا ہے۔ فیصلہ کرتے وقت نہ کسی سفارش کا لحاظ ہوتا ہے نہ کسی قرابت داری کا نہ کسی رشوت کا اور نہ ہی کسی دھمکی کا بلکہ حق والے کو حق دلوانا چاہیئے خواہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہو۔ اور مجرم کو سزا ملنی چاہیئے چاہے وہ طاقتور مضبوط اور بڑا آدمی ہی کیوں نہ ہوں۔

آج بھی ہم اگر یہ اسوہ اپنا لیں تو مسلم قوم کی پرانی ساکھ بحال ہو سکتی ہے۔

باقی ص۷ پر